سوال

(02)آسیب کا مطلب و تفصیلی مفہوم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آسیب کا مطلب و تفصیلی مفہوم

آسیب کا مطلب عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آسیب زدہ کو جن (مومن یا فاسق فاجر یا کافر) لگ گیا ہے۔ اور اسی کے تصرف سے آسیب زدہ کے حرکات وسکنات، افعال واقوال میں خلل پڑگیا ہے۔ آسیب زدگی کی شکایت زیادہ تر عورتوں میں دیکھی جاتی ہے، لیکن ان میں سے اکثر واقع اور حقیقت میں آسیب زدگی نہیں، بلکہ اختناق یعنی ''ہسٹیر،، میں مبتلا ہوتی ہیں، یا پھر کسی ذاتی غرض اور مقصد کی خاطر بتکیف وتصنع آسیب زدہ بن جاتی ہیں۔

آسیب زدگی کا عقیدہ کم وبیش پوری دنیا میں پایا جاتا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ہر جگہ ایسے پائے جاتے ہیں، جو اس کے بالکل منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ جن وشیاطین کسی انسان یا جانور کو نہیں لگتے، اور ان میں کچھ تصرف کرسکتے ہیں۔ اور کسی انسان یا حیوان سے جو خلاف عادت جرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ تو ایسا محض کسی جسمانی یا دماغی بیماری کے باعث ہوتا ہے یا تصنع اور اشرارت پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک جنات کے کسی پر آنے، یا سوار ہونے اور اس میں ایسا تصرف کرنے سے جو عادت اور معمول کے خلاف ہو، اس کا باکل انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔

17 جولائی کو یہاں تک خط کا جواب اور استفسار کے سلسلے میں اوپر کی سطریں لکھوائی گئی تھیں کہ یکا یک کسی مہمان کے آجانے کی وجہ سے یہ جواب مکمل نہ کیا جاسکا۔ سخت افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے آج 27 اگست سے پہلے اس کے مکمل کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ خدا کرے اسی مجلس میں یہ تحریر لشم پشم کسی طرح تکمیل کو پہنچ جائے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آسیب زدگی یعنی: کسی انسان پر جن اور شیطان کے سوار ہونے یا اس کو لگ جانے، اور پھر اس انسان کا جن یا شیطان کی زبان سے مختلف قسم کی مربوط یا غیر مربوط باتین کرنا یا پڑھنا، یا غیر متوقع حرکات وسکناب کا اس سے سرزد ہونا، نہ عقلاً غلط ہے نہ شرعاً۔ بلکہ مشاہدہ اور حس وتجربہ اس کے قوع کی کھلی دلیل ہے، چاہے آپ کے موحد اخلص مولانا مسعود الدین عثمانی اوران جیسے لوگ، اس کا کتنا ہی انکار کریں، اور اس قسم کے واقعات کی کچھ بھی تاویل وتوجیہ کریں۔

جاہلیت کے زمانے میں اور نزول قرآن کے وقت بھی لوگوں کا عقیدہ تھا کہ انسان کو جن یا شیطان لگ جاتا ہے، اور اس میں مذکورہ قسم کا تصرف کرتا ہے اور اسی عقیدہ کے اثر سے وہ آں حضرت ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ آپ مجنون ہیں، یعنی: آپ دیوانہ ہیں یا آپ کو جن لگ گیا ہے، اور آپ جو کچھ ہم کو سناتے ہیں وہ اسی جن کے تصرف سے ہوتا

ہے ۔ قرآن نے آں حضور ﷺ کی طرف مجنون ہونے کی نسبت کی تو سخت تردید کی ، لیکن کسی انسان کو جن لگنے کے نفس عقیدہ کی کہیں تردید نہیں کی ۔ نہ آں حضور ﷺ نے اس خیال یا عقیدہ کی تردید فرمائی ۔

قرآن کریم کی اس آیت الَّذينَ يَأكُلونَ الرِّبوٰا لا يَقومونَ إِلّا كَما يَقومُ الَّذى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيطٰنُ مِنَ المَسِّ ...البقرة ٢٧٥ سے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے ۔ اس آیت کی تاویل میں مسعود الدین عثمانی صاحب اور دوسرے عقلیت زدہ مفسیرین کا یہ کہنا کہ تشبیہ میں مقصود محض جاہلی عقیدہ کا اظہار ہے ، اس کا اقرار اور اثبات مقصود نہیں ہے ، سخت محل نظر ہے کیونکہ اگر یہ عقیدہ نفسہ شرعاً غلط ہے تو اس کو تشبیہ میں بغیر نکیر کے ذکر کردینا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ؟ ۔ اس بارے میں غازی عزیز سلمہ اللہ کے استفسار کے جواب میں بھی جس کا تعلق رسالہ ''تعویذ گنڈا شرک ہے ،، سے تھا ، کچھ لکھا جاچکا ہے ۔

کرامت اور معجزہ اور سحر وشعبدہ ، ان تینوں کے درمیان جو فرق ہے ، وہ آپ سے مخفی نہیں ہے ، خرق عادت کے طور پر مومن ، صالح ، متقی کے ذریعہ اللہ تعالی جو امر ظاہر فرماتا ہے ، وہ ''کرامت ،، کہلاتا ہے ۔ اور اس قسم کی جو چیزیں نبی کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں ۔ وہ ''معجزہ ،، کہلاتی ہیں اور جو پہچان معجزہ کی ہے ، وہی کرامت کی بھی ہے ۔ امام نووی نے ''ریاض الصالحین ،، میں ''کرامة الاولياء و فضلهم ،، کے عنوان سے ایک باب منعقدہ کیا ہے اور اس کے مناسب آیتیں پھر احادیث ذکر کی ہیں ۔ امید ہے کہ آپ اس باب کو ضرور ملاحظہ کریں گے ۔ نیز حضرت نواب صاحب بھوپالی نے بھی دلیل الطالب جلد میں 733 تا ص : 739 میں ''کرامت اولیاء ،، پر مفصل بحث کی ہے ، اسے بھی آپ ضرور ملاحظہ کریں ۔

حدیث : اول ماخلق الله نوري ،، اور نوری ،، اور حدیث : ''يا جابر اول ماخلق الله نور نبيك ،، کو صاحب ''سیرۃ النبی ،، نے جلد : 3 737 738 میں زرقانی علی المواہب اور مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے ۔ قسطلانی ''المواهب اللدينه ،، کی شرح للزرقانی 1 27 طبع بیروت میں حدیث : ''اول ماخلق الله نوري ،، بغیر سند اور بغیر مخرج کے بیان کے مذکور ہے ۔ اور حدیث : ''يا جابر اول ماخلق الله نوري ،، مصنف عبدالرزاق میں تلاش کی گئی لیکن وہاں مل سکی ۔ اس کے بعد محمد عبدالسلام خضر الشقیری کی کتاب ''السنن والمتدعات المتعلقة بالاذكار والصلوات ،، ص : 93 نظر سے گزری جس میں مصنف مذکور لکھتے ہیں : ''ومسئلة خلق كل شئ من نور النبي صلى الله عليه وسلم . التي جعلها ابن بنانة موضوع خطبة السخيفة . قد اوضحها وبين بطلان حديثها صاحب المنار بالمجلد الثامن من صفحة 86 ، قد افاض هنالك وافاد واجاد ، فجزاه الحق عن تحقيق الحق خير الجزاء ، وحديث : اول ماخلق الله نور نبيك يا جابر اخرجه عبدالرزاق ، ولا اصل له ، وليس فيه تعظيم للنبي صلى الله عليه وسلم ، بل مثار شبهات وشكوك في الدين ، قال الله تعالى : ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ،، وقال : قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى ،، وقد قال محمد بن عثمان الشقفي البصري : والله الذي لااله هو ان عبدالرزاق كذاب ،، انتهى اس وقت اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا جاسکتا ، امید ہے آپ بطور خود بھی تفتیش کریں گے ، ممکن ہے اس سے متعلق کچھ مزید مواد مل جائے ۔

عید کے بعد قاری محمد زبیر سے ملاقات ہوئی ۔ انہوں نے آپ کی دی ہوئی تین کتابیں 1 ۔ تحفہ حدیث ، 2 ۔ روزہ ، 3 ۔ یہ قبریں اور آستانے ۔ حوالہ کیں اور آپ کا سلام اور خیر وخیریت پہنچائی ۔ یہ معلوم ہوکر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ان دنوں ہر طرح صحت مند ہیں ۔ رمضان سے بہت پہلے مولانا مختار احمد ندوی نے آپ کی کتاب تحفہ حدیث بھیج دی تھی جسے سرسری طور پر ازاول تا آخر پڑھ لیا گیا تھا ۔ کتاب کے شروع میں مضامین کی فہرست دے دی گئی ہے یہ بہت اچھا ہوا ۔ اس سے کتاب کے محتویات ومشتملات کا اجمالی علم ہوجاتا ہے ۔ کتاب مجموعی حیثیت سے جامع اور عوام کے لیے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی ۔ کتاب میں موجود باتیں کھٹکیں ، مختصراً ذیل میں درج کی جارہی ہیں :

(1) یہ کتاب غیر عربی دانوں کے لیے لکھی گئی ہے ، اس لیے اس میں جہاں کہیں بھی قرآن کی کوئی آیت یا حدیث لکھی گئی ہے ان پر اعراب لگانا ضروری تھا ، لیکن افسوس ہے کہ اس کا التزام نہیں کیا گیا ، کہیں اعراب لگایا گیا ہے اور کہیں نہیں ، اور جہاں کہیں اعراب لگایا گیا بھی ہے ، صحیح اعراب لگانے کا اہتمام والتزام نہیں کیا گیا ہے اور بعض جگہ نقطے بے موقع دیئے گئے ہیں ۔

(2) آپ جانتے ہیں کہ اس وقت اردو زبان کو کس قدر آسان اور عام فہم بنانے کی ضرورت ہے ! ۔ اب مولانا ابوالکلام آزاد یا مولانا مودودی کی اردو کا سمجھنا عام اردو دانوں بالخصوص کم پڑھی لکھی عورتوں کے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ تقریبا ناممکن ہے ۔ ''تحفہ حدیث ،، کی زبان آسان سے آسان تر اور عام فہم ہونی چاہیے تھی ، تاکہ معمولی اردو جاننے والے مرد اور عورتیں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں ۔

(3) ص : 34میں سطر : 5اور6میں یہ لکھا ہے کہ ''ساڑھے سات تولہ سونا اس کی قیمت کا نقدروپیہ ہو،، یہ چیز سمجھ میں نہیں آئی۔ساڑھے سات تولہ کی مقدار، یہ سونے کا نصاب ہے اورجب خوداس مقدار میں سونا موجود ہوتواس قیمت کا نقدروپیہ اعتبار کرنے کی کیا ضرورت اورکیا فائدہ ہے؟ سونے کا زکاۃ کے نصاب میں قیمت کا لحاظ قطعاً نہیں کیا جائے گا۔ ص : 116میں تفرقہ اندازی کے عنوان طبرانی کے حوالہ سے حدیث ''من تفرق فلیس منا،، ذکرکی گئی ہے اورترجمہ میں یہ لکھا گیا ہے،،جو شخص آپس میں تفرقہ اورجدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں ہے،، لفظ حدیث اورترجمہ میں مناسبت نہیں ہے۔''تفرق،،کے معنی جدائی ہونے کے ہیں،جدائی ڈالنے کے نہیں ہیں۔اس مقصد کےلیے ''فرق،،کالفظ چاہیئے۔چنانچہ یہ حدیث سیوطی نے جامع صغیر میں طبرانی کے حوالہ سے ''من فرق فلیس منا، ہی کے لفظ کے ساتھ ذکرکی ہے۔لیکن اس لفظ یعنی ''من فرق،، کاوہ مطلب بنان کرنا جسے آپ نے کتاب میں عنوان مذکور کے تحت ذکرکیا ہے،مخدوش ہے۔اس لیے کہ یہ حدیث مسند احمد(1)(حاشیہ : مسند احمد4 414-412)،ترمذی(2) مستدرک حاکم (حاشیہ : کباب البیوع باب ماجاء فی کراہتہ ان یفرق بین الاہوین او بین الوالدۃ وولدہافی البیع (1283)3 580وکتاب السبی باب فی کراہیۃ التفریق بین السبی 3-1566 134،عن ابی ایوب الانصاری، علامہ البانی نے اس حدیث کوحسن کہا ہے۔(1 55)میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : ''من فرق بین والدہا،فرق اللہ بینہ وبین احبتہ یوم القیامۃ،،چنانچہ علامہ عبدالرؤف مناوی نے فتح القدیر شرح جامع صغیر6 187میں اس مطول حدیث کی روشنی میں آپ کی پش کردہ مختصر حدیث کی شرح میں لکھا ہے : ''من فرق ،ای بین والدۃ ووالدہا فلیس منا،ای لیس من العالمین بشرعنا المتبعین لأمرنا،،علاوہ بریں یہ مختصر حدیث جومعقل بن یسار صحابی سے مروی ہے،سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی نصر بن طریف ہیں اوروہ کذاب ہیں کماقال الہیثمی فی مجمع الزاوائد

(4) ص : 125میں مشکاۃ کے حوالہ سے ایک حدیث بایں لفظ نقل کی گئی ہے : ''النکاح من سنتی ،فمن رغب عن سنتی ، فلیس منی،،اس کے بارے میں اس سے پہلے کبھی آپ کولکھا جاچکا ہے کہ کسی ایک روایت میں یہ پورا متن موجود نہیں ہے، بلکہ جومختلف حدیثوں کا الگ الگ ٹکڑا ہے، جس کوصاحب مشکوۃ نے ایک جگہ جوڑدیا ہے،اوراس طرح سے یہ حدیث زبان زدعوام وخواص ہوگئی ہے۔

(5) ص : 147میں سطر17میں لکھا گیا ہے وہ یعنی داوٗدعلیہ السلام درع اورلوہے کی مصنوعات بناتے تھے۔حدیثوں میں صرف زرہ بنانے کا اورقرآن میں ''صنعۃ لبوس،(الانبیاء : 8)کی تعلیم کا ذکرہے۔آپ کی کتاب میں درع کے بجائے ''زرہ،،کے ذکرپراکتفا ہونا چائیے۔

(6) ص : 149کی آخری سطروں میں لباس کی کاٹ چھانٹ اوربناوٹ میں نئی نئی صورتیں پیداکئے جانے ،اوران کے اختیار روجواز کےلیے جوشرطیں ذکرکی گئی ہیں۔ان میں اس ایک شرط کا اضافہ کرنا مناسب بلکہ ضروری ہے : ایسی وضع اورتراش ،لباس کی نہیں ہونی چائیے جوکسی غیر مسلم کی قومی یا مذہبی پوشاک ولباس کے مشابہ ہوجائے تاکہ ''من تشبہ بقوم فہو منہم،،کے خلاف نہ ہو۔

عبیداللہ رحمانی (مکاتب شیخ رحمانی بنام مولانا محمدامین اثری ص :132 136)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 28